www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا پندرھواں سال
15th year of Publication

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

04/اپریل تا10/اپریل 2014ء جمعۃ المبارک 26جمادیٰ اُول ۱۴۳۵ھ جلد نمبر:15 شمارہ نمبر:12

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

شَو چھُے زال وَہرأوِتھ
ژٔے چھُے مَرُن تَرُن گَتھ
زِنٛدٕہ نَے مَرِکھ تہٕ اِدٕ کیٛاہ مَرک
پٕلنہٕ منٛزٕ پان کڈ ژأرِتھ گَتھ

خداوندکریم نے ہرجگہ اپنی قدرت کو آشکارا فرمایا ہے اوراس کی گرفت سے تم کہیں باہر نہیں جاسکتے ہو، اگرتو نے جیتے جی دُنیاوی غلط خواہشات اور شیطانی لذّات سے ہاتھ نہیں اُٹھایا پھر تمہاری موت بھی کون سی موت ہوگی، یعنی جس طرح آدمی موت کے بعد ہر خواہش ولذّت سے جبراً ہاتھ اُٹھاتا ہے اسی طرح تم زندگی ہی میں اپنے اوپر یہی کیفیت طاری کرو، یہی ہوتا ہے زندگی میں ہی مرنا۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پرواجب ہے۔ مدیر

کیا یہ عورت کا قصور ہے؟

مولانا محمد مجیب الدین قاسمی (ایم اے)

یہ نظامِ قدرت ہے کہ مرد عورت کے بغیر اور عورت مرد کے بغیر نامکمل ہے؛ گویا مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں، یعنی عورت سے اس کائنات کی زینت ہے اور اسی کے دم سے یہاں کے گلشن میں کشش اور رنگینی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر انسانی معاشرہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا، ایک عورت گھر میں ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کے روپ میں اپنے اپنے گھروں میں رونق بن کر اُجالا پھیلاتی ہے، خلاصہ یہ کہ انسانی معاشرے اور سماج میں عورت کا ایک خاص مقام ہے، لیکن ہمارے معاشرہ کی یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ عورت کی اتنی ساری خوبیوں اور کمالات کے باوجود بھی اس کے حصہ میں زمانے بھر کی بدنامیاں، غلط بلکہ بے جا رویہ اور نامناسب باتیں ہی آتی ہیں، اس کی زندگی بھر کی قربانیوں کے صلہ میں اس کی ذراسی غلطی پر اسے ذات باہر کر دیا جاتا ہے، اس کی ساری اُمنگوں پر پانی پھیر دیا جاتا ہے اور اس کے مقدر میں صرف محرومیاں ہی آتی ہیں؛ اسی لیے عورت کی محرومیاں ہمیشہ سے سنجیدہ انسانوں کا موضوع بحث رہی ہے اور ہر مفکر و فلسفی اور مؤسس اخلاق نے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا آخری نتیجہ بس یہی نکلتا ہے کہ جاہلیت قدیمہ میں عورت اپنے حقوق کے سلسلہ میں افراط کا شکار تھی کہ کوئی اسے انسان ہی نہ مانتا تھا تو کوئی اسے گناہ کی دیوی تصور کرتا تھا اور ہر قسم کا ظلم، وحشت و بربریت کو اس کے لیے روا رکھا جاتا۔

موجودہ جاہلیت جدیدہ نے اس کے حقوق کے تئیں تفریط کا رویہ اختیار کیا ہے کہ حقوق نسواں کے نام پر اسے ایسی آزادی دے دی جو اسے بازاروں کی زینت بننے پر مجبور کرتا ہے جہاں صبح وشام گاہک اس کی طلب میں آسودگیٔ ہوسِ نفس کے لیے آتے ہیں اور وہ انہیں ناچ کر دکھاتی ہے، گا کر سناتی ہے یا پھر کچھ اور کر کے اپنے پیٹ کے لیے دو وقت کے ایندھن کا انتظام کرتی ہے، یورپی تہذیب کے عالی دماغوں نے بھی عورت کے مسائل کا حل تلاش کیا اور پیش بھی کیا، کم وبیش تین سو سالوں سے یورپی تہذیب نے عورت کو حقوقِ نسواں کے نام سے ایک آزادی دے رکھی ہے؛ تاکہ اس کے مسائل حل ہو جائیں؛ لیکن یہ آزادی بھی چونکہ "مردوں" کی دی ہوئی ہے اس لیے اس کی حقیقت بھی اس سے زیادہ نہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو ایک بار پھر دہرا رہی ہے، عورت کو سر میدان لا کر اس کی ذمہ داریوں میں کمی تو نہیں کی گئی؛ لیکن معاش کا ایک مزید بوجھ بھی اس کے ناتواں کندھوں پر ضرور ڈال دیا گیا ہے، پہلے وہ صرف شوہر کی دست نگر تھی مگر اب اسے اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ اپنے باس اور اپنے رفقائے کار کا بھی دل لبھانا پڑتا ہے۔

اس نام نہاد جدید لیکن غیر فطری تہذیب نے عورت کی فطری ذمہ داریوں سے اس کو دور کر کے اسے سیاست، دفاع، معاش اور انتظامی اُمور کی طرف ڈھکیلنے کی بھونڈی کوشش کی ہے، جس کے نتیجے میں خاندانی نظام، اخلاقی معیار اور عورت کا نسوانی حسن ختم ہو کر رہ گیا ہے اور بھی نہ جانے اس غیر فطری آزادی کی وجہ سے کیا کیا ہو رہا ہے؛ بس! یہ کہنا بجا ہوگا کہ لکھنؤ کے نواب ہوں یا دہلی کا دربار، کلیسا و دَیر ہوں یا اسمبلی و پارلیمنٹ یا پھر دنیا بھر کے مشرق ومغرب کے مہذب وغیر مہذب معاشرے ہوں، عورت کی کہانی ہر جگہ یکساں رہی ہے، آج بھی دنیا کے کتنے ہی معاشرے ہیں جہاں عورت اسی افراط وتفریط کا شکار بنی ہوئی ہے، اس ترقی یافتہ دور بھی کچھ لوگ جو جاہلیت قدیمہ یا جدیدہ کے حامل ہیں عورت کو کسی قصور کے بغیر ستاتے اور پریشان کرتے ہیں؛ بلکہ یہ کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں؛ چنانچہ یہ سلسلہ ہمارے مسلم معاشرہ میں بھی ہے اور غیروں کے مقابلہ میں زیادہ نہ ہو تو کم بھی نہیں ہے، اس کا آغاز عام طور سے لڑکی کے سسرال سے ہوتا ہے، ذیل میں ترتیب وار اس کو ذکر کیا جاتا ہے، جو ہمارے مسلم معاشرہ کے مہذب اور غیر مہذب افراد کی صورتِ حال ہے:

سسرالی ہراسمینٹ: صنفِ نازک پر ڈھائے جانے والے مظالم میں یہ ایک بدترین صورتِ حال ہے جو اس وقت مسلم معاشرہ میں جڑ پکڑتی جارہی ہے؛ چنانچہ اس کا آغاز جہیز، لین دین اور جوڑے کی رقم اور شادی بیاہ میں نامکمل کیے ہوئے بے جا مطالبات کے ذریعہ ہوتا ہے، ہندومت میں عورت کو اس کے لائے ہوئے جہیز میں تولا جاتا ہے؛ اگر جہیز زیادہ ہو تو عورت قیمتی سمجھی جاتی، بصورت دیگر اس کی قبولیت کے امکانات کم سے کم تر ہو جاتے ہیں، ہزارہا حیف وصد ہا افسوس ہمارے مسلم معاشرہ پر کہ ہندوؤں کے ساتھ صدیوں تک رہتے ہوئے مسلمانوں کے یہاں بھی ہندوؤں کے رسوم ورواج جاری ہونے لگے اور مسلم معاشرہ میں جگہ پاتے گئے؛ چنانچہ اب مسلمانوں کے یہاں بھی جہیز ضروری بلکہ شادیوں کا جز ولازم سمجھا جانے لگا اور شادی کی بے پناہ رسومات اور کثرت سے تحائف کے لین دین نے جہاں شادی کو مشکل تر بنا دیا وہیں لڑکیوں کو بوجھ تصور کیا جانے لگا جو یقیناً ہندومت کے رسوم کا منطقی نتیجہ ہے، اب یہی جہیز کی لعنت عورت کی سیرت وصورت، تعلیم وتربیت سلیقہ وطریقہ اور اخلاق وبردباری (جو نسوانیت کے تاریخی وحقیقی جوہر ہیں جن کا وزن عورت کی نسوانیت میں بڑھوتری کا باعث ہوتا ہے) پر بازی لے گئی اور یہ وبا اس قدر عام ہو گئی ہے کہ کچھ لوگ تو بس اسی جہیز کے لین دین اور اپنے مطالبات بے جا کی تکمیل کی شرط پر ہی اپنی اولاد کی شادیاں رچاتے ہیں۔

اگر کوئی لڑکی غریب یا متوسط طبقہ سے تعلق رکھتی ہو جو اپنے سسرال والوں کی بے تکی فرمائشوں کو پورا نہ کر سکی یا ان کی پسند کے مطابق سامان جہیز نہ لاسکی، یا جوڑے گھوڑے کی رقم میں کمی کر دی تو بس دیکھئے دوسرے ہی دن سے اس پر طعن وتشنیع کے تیر وتلوار چلنے شروع ہو جاتے ہیں، نتیجتاً یا تو طلاق وخلع ہو جاتا ہے یا پھر یہ اپنی غریبی وافلاس سے مجبور ہو کر خودکشی کر لیتی ہے۔ ذرا سوچئے! کہ اس میں بھلا اس معصوم کا کیا قصور ہے؟۔

دوسری آزمائش اس گھر میں نبھنے اور جمنے کی ہوتی ہے، عام طور پر سسرال والوں کا ذہن اس نئی نویلی دلہن کے سلسلہ میں یہ ہوتا ہے کہ یہ ایسا کام کرے کہ بس آتے ہی پورے گھر کے انتظام وانصرام کی ذمہ دار بن جائے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی اور غلطی نہ ہونے پائے، حالاں کہ جو عورت ایک نئے اور انجان گھر میں پہلے پہل اپنی زندگیٔ نو کی شروعات کر رہی ہو، جہاں کا ماحول، لوگ، حالات، گھر والوں اور خاندان والوں کے مزاج وذہنیت سے وہ بالکل ناآشنا، اس گھر کا رسوئی خانہ اس کے لیے اجنبی، وہاں کی دال روٹی، نمک مرچ اور تیل ہلدی، شکر کی کمی زیادتی کسی بھی چیز سے وہ نابلد تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آتے ہی وہ سارے گھر والوں کے مزاج کے مطابق وہاں کی ماہر باورچن بن جائے، وہاں کے کام کاج میں وہ ماہر اور سلیقہ مند ہو جائے، ظاہر ہے کہ اس کام کے لیے کم از کم اسے چھ ماہ یا مکمل ایک سال کا عرصہ لگ سکتا ہے، کیا اچھا ہوتا کہ کچھ مہینوں گھر کے سرپرست اپنی بہو کو اپنے رسوئی خانہ کے نظام، وہاں کے پیچ وخم، نشیب وفراز سے واقف کروائیں، کچھ مدت تک اس کو گائیڈ کرتے رہیں، کبھی کچھ اونچ نیچ ہو جائے تو صبر کرتے ہوئے حسن تدبیر سے اسے سمجھائیں، یہ نہیں کرتے بلکہ ہر طریقہ سے اسے اور اس کے شوہر کو پریشان کر کے چھوڑتے ہیں۔

شادی کے وقت تو اسے اپنی بیٹی کہتے ہیں، ہماری بہو رانی کہتے ہیں مگر گھر لے جا کر غیروں اور نوکرانی سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں، ان حالات سے گھبرا کر اگر وہ الگ ہونے کا فیصلہ چاہتی ہے تو مدتوں اس پر بحثیں چلتی ہیں کہ ہمارے بیٹے کو ہم سے الگ کر دیا، ہمارے گھر کو اُجاڑ دیا، معاشرہ میں ہمارے گھر کو بدنام کر دیا وغیرہ، یہ کوئی افسانوی قصہ نہیں، کہانی گھر گھر کی بلکہ ہر گھر کی کہانی ہے، بھلا بتلائیے کیا یہ عورت کا قصور ہے؟ اگر کوئی پیکر صبر واستقامت اس مرحلہ سے بھی گذر جائے تو تیسری آزمائش اولاد کی ولادت کے وقت سے شروع ہوتی ہے، اس مسئلہ میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ اس مسئلہ کا ہر زاویہ ایک قابل قبول حل کا طالب ہے۔ //بقیہ صفحہ 7 پر......

تحفظِ ختم نبوت کے خاطر قربانیاں-6

مولانا حذیفہ وستانوی۔ ناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتداء کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ واختلاع میں اہل علم واجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عمار بن یاسرؓ کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ ابوعبیدہ بن الجراح معاذ بن جبل عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لے کر انہیں واجب التکریم اور قابل اقتداء فرماتے ہیں، اویس قرنیؒ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددینِ امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور اُن کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالاں کہ ایک رؤف و رحیم نبی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ آنے والے نبی کے مفصل حالات سے اپنی امت کو خوب واقف کرادے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تاریخ، حلیہ، والدین کا نام وغیرہ بتلادے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیثِ سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دوسو دس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختمِ نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کردیا ہے۔ جس کے آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ **ان فی ذلک لعبرة لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید**۔ (ختم نبوت: ص۲۹۵ تا ۲۹۶)

اسی لیے علامہ انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: ''ختم نبوت کا مسئلہ شریعۃ محمدی میں متواتر ہے، قرآن وحدیث سے اجماع بالفعل سے اور یہ پہلا اجماع ہر وقت اور ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا سزا موت دی ہے، ایک شاعر کو صلاح الدین ایوبی نے یہ فتویٰ علماء دین ایک شعر کہنے پر قتل کرادیا تھا ۔

کان مبدأ هذا الدین من رجل   سعی فأصبح یدعی سید الأُمم

(صبح الاعشیٰ: ۳۰۵،۱۳۹)

اس شعر سے اس شخص نے نبوت کو کسبی قرار دیا کہ نبوت ریاضتوں سے حاصل ہوسکتی ہے، اس لیے اسے قتل کروادیا۔ (احتساب قادیانیت: ج۴/ص۴۲)

اس سے آپ اندازہ لگایے کہ یہ مسئلہ ختم نبوت کتنا حساس مسئلہ ہے۔

علامہ کشمیری قدس اللہ سرہٗ ماکان محمد کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا عہدہ منقطع ہوگیا ہے۔ (ایضا)

عقیدہ ختم نبوت پر امت کا اجماع۔   علامہ انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہٗ:

سب سے پہلا اجماع: اسلام میں سب سے پہلا جو اجماع منعقد ہوا وہ اس پر تھا کہ مدعی نبوت کو بغیر اس تحقیق اور تفتیش کے کہ اس کی تاویل کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعوی کرتا ہے؟ کفر اور ارتداد ہے مزا اس کی قتل ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت پر جہاد کیا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔ عبارت اس حدیث کی بالفاظ ذیل ہے جو ایک صفحہ تک چلی جاتی ہے۔ **''مع نبینا صلی الله علیه وسلم ای فی زمنه کمسیلة الکذاب والسود العنسی او ادعی نبوت احد بعده فانه خاتم النبین بنص القرآن والحدیث فهذا تکذیب الله ورسوله صلی الله علیه وسلم کا لعیسویة''** جس نے دعوی کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کے بعد نبوت کا۔ جیسے مسیلمہ کذاب کے اور اسود عنسی کے یا بعد کی عیسوی فرقہ کے ی اتجویز (جائز) کیا نبوت کا کسب ریاضت سے ای سب کو حکم کفر ہے۔ (بلاشبہ وہ کافر ہیں) خفاجی نے شرح شفاء میں اسی قسم کا مضمون لکھا ہے۔ جو کتاب مذکورہ بالا کے حاشیہ پر ہے۔ ابن حزم لکھتے ہیں: **فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعده علیه السلام نبیا فی الارض حاشا ما استثنا ہ رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الایار المسند اثابة فی نزول عیسی بن مریم علیه السلام فی آخر الزمان .(کتاب الملل والنحل ص/۱۸۰ ج:۴ باب ذکر العزائم الموجبة الی الکفر)**

(کیسے جائز ہے کوئی مسلمان ہو ثابت کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی پیغمبر زمین میں سوائے اس کے استثناء کیا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں وہ کیا ہے نزول حضرت عیسی ابن مریم صاحب)۔

وہی مصنف ابن حزم اس کے کتاب کے ص۲۴۹ ج:۳ پر لکھتے ہیں ''**او ان بعد محمد صلی الله علیه وسلم نبیاً غیر عیسی ابن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیر بصحتة قیام الحجة بکل هذا علی کل احد**''

یا یہ کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی ہو سوائے حضرت عیسی ابن مریم کے کیوں کہ دو آدمیوں کا بھی اختلاف ایسے شخص کے کفر میں نہیں ہے یہاں تک تحقیق کے ساتھ یہ بات ثابت ہوگئی کہ ختم نبوت اپنے مشہور معروف معنی کے ساتھ قرآن حدیث کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے اس کا منکر کیا تاویل وتحریف کرنے والا کافر ہے۔ (احتساب قادیانیت: ج۴/ص۵۸ تا ۶۰)

شیخ التفسیر والحدیث، محقق دوراں حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی فرماتے ہیں: ''ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے کہ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں اور عہد نبوی سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل ار و تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم میں صریح آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور گوئی تاویل وتخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی۔

اَمارتِ شرعیہ دارالافتاءوالقضاء
بجبہاڑہ اسلام آباد کشمیر

فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم

اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم وفضل واحسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایک اہم دستورِ حیات یعنی قرآن پاک عطا کیا ہے تاکہ اس کے تحت ہم اپنے تمام مسائل کا اور منازعات کا حل کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں کسی ایک فریق پر ظلم وزیادتی اور رُشوت ستانی کا کوئی امکان ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ قرآن سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔ اوپر والی آیتِ کریمہ میں اللہ پاک اپنے مسلمان بندوں کو متوجہ کررہے ہیں کہ جب بھی آپ کا کوئی مسئلہ ہو یا کوئی منازعت کی کوئی صورت ہو تو آپ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہی کو اپنے متنازع مسائل میں حَکم بنالے اور یہی لوگ حقیقی مؤمن کے مصداق ہیں۔ لہٰذا ہم تمام اُمت مسلمہ کو اس بات سے آگاہ کرتے ہیں کہ اُمت مسلمہ بھی اپنے تمام متنازع مسائل کو قرآن وسنت کے تابع ہی حل کریں اور یہی حقیقی مسلمان کی پہچان بھی ہے۔ اس کیلئے قصبہ بجبہاڑہ میں دارالافتاء والقضاء اِمارت شرعیہ مصباح المدارس نصیبی بابا محلّہ بجبہاڑہ میں یہ اِدارہ تین سال پہلے معرض وجود میں آچکا ہے جہاں پر جیّد مفتیانِ کرام اور قضاۃ حضرات کی خدمات ہمیشہ میسّر رہتی ہے۔ یہی مفتیان کرام اور قضاۃ حضرات مقدّمے کی سماعت کرکے مسئلے کا بآسانی شرعی حل پیش کرتے ہیں۔ اس میں صرف اور صرف یہ مقصد ہے کہ اُمت مسلمہ کو قرآن وسنت کے تابع اُن کے نجی اور اجتماعی مسائل کا حل کیا جاسکے جو دونوں فریق کیلئے دُنیا وآخرت کی سعادت مندی کا باعث ہے۔

لہٰذا تمام اُمت مسلمہ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے نجی مسائل جیسے نکاح، طلاق، فسخ، بیع وشراء، وراثت، وصیت وغیرہ میں اِمارت شرعیہ دارالافتاء والقضاء کی طرف رجوع کریں جس میں اصولِ اربعہ یعنی شرعی اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقدّس کلام سنا کر ہی مسئلے کو سلجھایا جاتا ہے جبکہ دارالقضاء سے کئی کٹھن معاملات کا بھی حل کیا گیا ہے اور کچھ مسائل اور مقدّمات کی کاروائی زیرِ عمل ہے۔ نیز اللہ سے دُعا ہے کہ اِس اِدارے کو قائم ودائم رکھے اور ترقیات سے نوازے اور اپنی خوشنودی کا باعث بنا کر ہمارے لئے سعادتِ دارَین کا سبب بن سکے۔

نوٹ: دارالاقضاء میں مقدمات کی کاروائی صرف اور صرف جمعرات میں ہوتی ہے نیز ضرورت کے وقت مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں:

9018329011

منجانب: اَمارتِ شرعیہ دارالافتاءوالقضاء بجبہاڑہ اسلام آباد کشمیر

CHAND
SOLARS
NEAR J&K BANK,
T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044,
9596106546

SIRCOMPUTERS
DANGERPORA
ISLAMABAD
Cell No's: 9419412525

www.khanqah.in

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

04/اپریل 2014ء جمعۃ المبارک

تعلیم وتربیت کی بنیادی حیثیت

ایک کامل اسلامی سماج میں تعلیم وتربیت بنیادی حیثیت کے حامل عناصر ہیں۔ یہ عناصر نہ صرف مردوں کے لئے اہم قرار دیئے گئے ہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی اِن کولازمی قرار دے دیا گیا ہے حالانکہ عورتوں کواسلامی سماج میں گھر کی اندرونی ذمہ داریاں سنبھالنے کاامین قرار دیا گیا ہے لیکن تعلیم وتربیتکے باب میں صرف مردوں کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔

یورپ میں توچند سال پہلے تک عورتوں اور غلاموں کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا تھا اس لئے ان کی تعلیم وتربیتکا انتظام چہ معنی دارد؟ اس کے برعکس اسلام کے ابتدائی دور میں ہی جوکہ اسلامی تہذیب وتمدن اور تعلیم وثقافت کا ایک جامع اور کامل نقش تھا۔ ہمیں مردوں کے دوبدوش عورتیں بھی علم کے میدان میں سرگرم دکھائی دیتی ہیں جہاں ایک طرف حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مسند علم پر فروکش دکھائی دیتے ہیں وہیں دوسری طرف حضرت عائشہ بھی اپنے علمی ورثے سے لوگوں کوفیضیاب کرتی نظر آتی ہیں بلکہ بعض اوقات مرد علماء اپنی آریٰ وفتوٰی کی تائید وتوثیق کے لئے حضرت عائشہؓ کے پاس حاضر بھی ہوتے ہیں۔

لیکن علم کے ساتھ ساتھ تربیت کاایک متوازی نظام ہونا ہر نقطہ نظر سے ازبس ضروری ہے محض علم نہ ہی انسانی اوراسلامی سماج میں اسلامی اقدار کے فروغ ومعنویت میں کارآمد ہوسکتا ہے اور نہ ہی عالمِ آخرت میں نجات کاضامن ثابت ہوسکتا ہے بلکہ علم محض بعض اوقات انسان کی نجات میں ممدومعین ثابت ہونے کے بجائے انسان کی باطنی آنکھوں کے لئے حجاب اکبر بھی ثابت ہوسکتا ہے جس کی بنیادی وجہ اسلامی خطوط پر تربیت کا نہ ہونا ہے۔ اس لئے ہر دور میں اسلام کے مقتداؤں پر نہ صرف یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ علم صحیح کے فروغ کے لئے کوشاں رہیں بلکہ ان کا عہدہ ومنصب متوازی طور پر اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ سماج میں صحیح اسلامی خطوط پر تربیتی نظام بھی چلائیں جوکہ فکر کے گوشوں کوجِلا بخشے اور علم کے نور کی سمت متعین کرے قرآن نے جہاں پیغمبر کی ذمہ داریوں میں سے ویعلمھم الکتاب گردانا ہے وہیں ویزکیھم کا بارگراں بھی ان کے دوش پر ڈالا ہے۔ عام طور پر مذہبی استحصال بھی اُن ہی دو میدانوں میں پایا گیا ہے۔ یورپ میں بائیبل کی تعلیم کوصرف راہبوں کے لئے مختص کرکے نہ صرف علمی اجارہ داری کا ادارہ قائم کیا گیا بلکہ نجات ومردودیت کے سرٹیفکیٹ دنیا ہی میں جاری کرکے انسانوں کو تربیت سے مستغنیٰ کر دیا گیا جس کی وجہ سے انسانوں کے اخلاق اس حد تک گر گئے کہ انسانیت پر سے اعتبار اُٹھ گیا۔ اسلام میں بھی کچھ لوگوں نے اس عمل کو دہرانا چاہا لیکن وقت کے منہ روز تھپیڑوں نے اُن کے ارادوں کوخاک میں ملادیا اور بلا آخر ان کواسلام کی ابدی وسرمدی حقیقت کے سامنے پر ڈال کر اپنی ناکامی کا اعتراف کرنا پڑا۔

بہرحال تعلیم وتربیت دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں اور ان دو عناصر کی جدائی تاریخ کے ہر دور میں انتشار کلی پر منتج ہوئی ہے اس لئے جہاں علم کا حصول ضروری ہے وہیں تربیت سے اپنے آپ کومزین کرنا بھی کچھ کم اہم نہیں۔

جواھر القرآن

سورۂ اخلاص کی فضیلت ۔1

''قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ.................. كُفُوًا أَحَدٌ''

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کے اولاد نہیں، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اس کے برابر کا کوئی نہیں'' (بیان القرآن)

شانِ نزول: بقول قتادہ کچھ یہودی عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے رب کی صفات بیان کرو ممکن ہے ہم آپ پر ایمان لے آئیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں اپنے احوال بیان کردئے ہیں، اور ہم کو بتادیا ہے کہ وہ کس چیز سے (بنا ہوا) ہے، اور کھاتا پیتا ہے (یا نہیں) اور وہ کس چیز کا وارث ہوا ہے اور کون اس کا وارث ہوگا، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

تشریح وتوضیح: ''اللہ'' ایک ایسی ذات کا نام ہے، جو معبود ہونے کی مستحق ہے، کمال ذاتی اور کمال صفات میں وہ یکتا ہے، ممکنات کی کوئی صفت (حاجت مند ہونا، ضرورت مند ہونا) اس میں نہیں پائی جاتی، وہ صمد یعنی بے نیاز ہے، صمد اس کو کہتے ہیں کہ اگر مانگا جائے تو اسی سے مانگا جائے-- فریاد کی جائے تو اسی سے کی جائے----اور ہر ضرورت میں، ہر کام میں اسی کی طرف رجوع کیا جائے----اس کو کسی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہ پڑے، مقصود بنایا جائے تو اسی کو----اور یہودی حضرت عزیر کو (نعوذ باللہ) اور عیسائی حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا بتاتے ہیں یہ غلط ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، نہ وہ کسی کا باپ اور نہ اس کا کوئی باپ ہے، اور مشرکین بعض مخلوق جیسے سورج، وغیرہ کو خدا، بھگوان، اور دیوتا کا درجہ دیتے ہیں، یہ بھی غلط ہے، کیونکہ دوسرا کوئی اس کے برابر کا ہے ہی نہیں۔

فجر، مغرب کی سنتوں اور وتر کی قراءت:

حقیقت شناس آدمی ہی کسی چیز کے عناصر، اجزاء ترکیبی، اس میں مضمر ومستور فوائد سے آگاہ ہوتا ہے، اس کے ہر ہر جز کی اہمیت سے واقف ہوتا ہے، نماز، بندہ اور بندہ نواز کے درمیان راز و نیاز ہے، اس کی کس چیز میں کیا کیا حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں، بہت سے لوگوں نے اپنی اپنی بساط واستعداد کے مطابق سمجھانے کی کوشش کی ہے، مگر کامل ومکمل طور پر اس کے رمز شناس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے قطع نظر اس کے کہ وجہ کیا تھی ہمیں صحابی کی بات سے اتنا ضرور معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر مغرب، وتر کی نماز میں دیگر سورتوں کے ساتھ قل ھواللہ اُحد بکثرت پڑھتے// بقیہ صفحہ 7 پر......

ذکرِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

پڑوسیوں کاخیال ۔1

اس حدیث شریف کے اندر دوسری ایمانی خصلت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہے وہ یہ ہے: ''و مَنْ كانَ يُؤْمِنُ باللهِ و اليومِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جارَہ'' اس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پڑوسی کا اکرام کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے، جس نے اس کو پیدا کیا اور وجود بخشا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے جس دن اللہ تعالیٰ بندے کے ہر چھوٹے بڑے، اور اچھے برے عمل کا بدلہ عطا فرمائیں گے تو ایسے شخص کو اپنے پڑوسی کا اکرام کرنا چاہئے اور اس کے حقوق کوادا کرنا چاہئے تاکہ آخرت میں اجروثواب اور بہترین بدلے کا مستحق بن سکے اور پڑوسی کے حقوق کو ضائع نہ کرے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے کہ آخرت میں اس پر مواخذہ ہو۔

قرآن وحدیث میں پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی طرف خصوصی طور پر متوجہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''وَاعْبُدُوا اللّٰهَ ولا تُشْرِكوا به شيئاً وبالوالدين إحساناً وبِذِي القربىٰ واليَتٰمىٰ والمَسٰكِين والجارِذي القُربىٰ والجارِ الجُنُبِ والصاحبِ بالجَنبِ و ابنِ السبيل وماملكت أيمٰنُكم'' (النساء:۳۶)

''اورتم اللہ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو، اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور دوسرے اہلِ قرابت کے ساتھ بھی، اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی، اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی، اور ہم مجلس کے ساتھ بھی، اور راہ گیر کے ساتھ بھی، اور ان کے ساتھ بھی جو تمھارے مالکانہ قبضہ میں ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا حق بیان کرنے کے بعد سب سے پہلے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا ہے اور احسان کے عام مفہوم میں ان کی حسب ضرورت مالی مدد، جسمانی خدمت، ان کے ساتھ ادب وشائستگی، نرم گفتگو اور ان کو آرام پہونچانے اور خوش رکھنے کی سب صورتیں داخل ہیں۔

www.khanqah.in

مہلک روحانی اَمراض۔ طمع، حرص اور شہوت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی۔ مدظلہ العالی

شکم سیری کا نتیجہ.........شہوت

نوجوانوں کے نام۔ 8

(۲) آنکھ کی شہوت: ایک شہوت آنکھ سے وابستہ ہے کہ کوئی چیز ہو جو دیکھنے میں اچھی لگے۔ جو مزین ہو، خوبصورت ہو، اس کو شہوت تزئین کہتے ہیں۔ مزین ہونے کی شہوت۔ یہ اللہ نے عورتوں میں بہت رکھی ہے۔ خود بھی وہ چاہتی ہیں کہ بس ایسا سوٹ پہنیں جو کبھی کسی نے نہ پہنا ہو۔ اور ایک دفعہ کوئی سوٹ اُتاریں تو نیا پہنیں، دھو کے نہیں پہننا۔ کپڑے بنواتی ہیں تو پہننے سے پہلے کسی کو دکھاتی بھی نہیں۔ چھپا کر سلواتی ہیں، چھپا کر دھوتی ہیں، چھپا کر خشک کرتی ہیں، سوچ یہ ہوتی ہے کہ میں شادی میں جس دن پہنوں، اس دن عورتیں دیکھیں کہ یہ سوٹ پہنا ہے۔ عام طور پر مرد اس معاملے میں بہت ہی غافل ہوتے ہیں۔ تو یہ بننے سنورنے کی چیز عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ نیک سے نیک عورت ہو تو اس کو بھی کسی نہ کسی درجے میں اس کی تمنا رہتی ہے کہ کپڑا ایسا ہو اور جوتا ایسا ہو۔ شریعت نے اس چیز کی کسی درجے میں اجازت بھی دی ہے، مگر جتنی اجازت دی ہے، ان کے اندر اس سے بہت زیادہ یہ شوق ہوتا ہے۔ ہر ایک کے اَندر ہوتا ہے کہ میں ایسے بن کر رہوں جیسے حور عین ہوتی ہے۔ مرد لوگ نماز میں کاروبار کی باتیں سوچتے ہیں۔ عورتیں نماز میں کھڑے ہو کر کپڑوں کی میچنگ سوچ رہی ہوتی ہیں۔ گھر بھی بنانا ہوگا تو اس میں ان کو چمک دمک والی چیزیں چاہیے، ہوتی ہیں۔ ڈیکوریشن پیس ایسے ہوں، لائٹیں ایسی ہوں، بیڈ روم ایسا اور ڈرائنگ روم ایسا ہو۔ اس کو شہوتِ تزئین کہتے ہیں، بن سنور کر رہنا اور گھر کو خوب بنا سنور کے رکھنا۔

(۳) ایک تیسری شہوت جسے شہوتِ فرج کہتے ہیں، شرمگاہ کی شہوت۔ یہ مردوں میں زیادہ ہوتی ہے، چنانچہ مرد کنوارہ ہو یا شادی شدہ اس کی طبیعت ہر وقت یہ چاہتی ہے کہ مجھے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت عورت مل جائے۔ ماں کا دل بیٹوں سے نہیں بھرتا، مرد کا دل عورتوں سے نہیں بھرتا۔ جتنے شادی شدہ بندے نظر آتے ہیں، تقریباً اُن میں سے ننانوے فیصد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ موقع ملے تو دوسری شادی کر لوں، چاہے گھر میں خوش بھی ہوں، بیوی خوبصورت بھی لکھی پڑھی بھی ہے، سو فیصد کواپریٹو بھی ہے، صاحب اولاد بھی ہے، پھر بھی شادی کا شوق۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ پوتے کا نکاح ہو رہا تھا۔ بعد میں مبارک باد دینے لگے تو باپ اور دادا دونوں نے کہا کہ کتنا اچھا ہوتا آج ہمارا بھی نکاح ہو رہا ہوتا!!!

(۴) شہوتِ قلب: ایک چوتھی شہوت بھی ہے، جس کو شہوتِ قلب کہتے ہیں، آپ حیران ہوں گے کہ یہ نئی شہوت کی قسم سن لی، جی جسم کے مختلف اعضاء سے مختلف شہوتیں وابستہ ہیں۔ جب اس کا معانی اشتہا لیا گیا تو اشتہا کھانے پینے کی بھی، دیکھنے کی بھی اور اشتہا دل کے اندر بھی۔ مثال طور پر یہ شہوتِ قلب ماں میں بچوں کے بارے میں بہت ہوتی ہے۔ دل تڑپتا ہے، دل اُداس ہوتا ہے، دِل اَثر قبول کرتا ہے، یہ دِل کے ساتھ وابستہ ہے، اس کو ماں کی ممتا کہتے ہیں۔ یہ عورت کیلئے ایک عبادت ہے، مگر اللہ ربّ العزت نے دی ہے، چنانچہ اولاد کے احوال سے مرد اتنا متاثر نہیں ہوتا، ماں جلدی اَثر قبول کرتی ہے۔

اسی طرح انسان کے دل کے اندر ایک شوق ہوتا ہے تا کہ میں اللہ کا ولی بنوں، تو یہ بھی ایک خواہش ہے، اس کو بھی شہوت قلب کہتے ہیں، اور اسکی دلیل حدیث مبارکہ سے، نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: "ان اللہ تعالیٰ جعل لکل نبی شھوتا وان شھوتی فی قیام اللیل" اللہ ربّ العزت نے ہر نبی کیلئے ایک شہوت بنائی اور میری شہوت اللہ نے قیام اللیل کے اندر رکھی ہے۔ قیام اللیل سے وہ میری شہوت پوری ہوتی ہے یعنی عبادت کی اشتہاء قیام اللیل سے پوری ہوگی۔

اصل موضوع: شہوت شکم پر تو پہلے بھی بات ہو چکی اس وقت ہم نے شہوت فرج یعنی شرمگاہ کی شہوت پر بات کرنی ہے۔

شہوت خفیہ: نبی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: "اتخوف علی اُمتی الشرك وشھوۃ الخفیة" مجھے اپنی امت کے اوپر دو باتوں کا بڑا خوف ہے کہ میرے بعد یہ اس میں مبتلا ہو جائیں گی، فرمایا کہ ایک شرک میں مبتلا ہو جائیں گی اور چھپی ہوئی شہوت میں یہ مبتلا ہو جائیں گی۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اکثر لوگ ہم میں سے چھپی ہوئی شہوت کا شکار ہیں۔ ہر وقت ذہن پر یہی خیال یہی سوچ ہوتی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے بھی، چلتے ہوئے بھی، ایسے لگتا ہے کہ دن کا بیشتر حصہ ہمارا اُنہی سوچوں میں گزر جاتا ہے۔ شہوتِ خفیہ یہ ہوتی ہے کہ انسان اندر سے اپنی خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ //بقیہ صفحہ 6 پر......

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اِسلام کی نظر میں

حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۔ 7

ابوحنظلہ۔ کولگام

حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اور اجماع امت

گذشتہ سے پیوستہ// اسلامی تاریخ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واحد مدبّر، منتظم اعلیٰ صفات کے حامل حکمران ہیں جنھوں نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد عرب وعجم اور یورپ وافریقہ تک وسیع کیا۔ نہ صرف یہ کہ عہد فاروقی کی ۲۳ لاکھ مربع میل کی فتوحات کو ترقی زار بنا دیا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کابل، قندھار، روہوڑی، صقلیہ، شمالی افریقہ، درہ خیبر، بولان قلات اور ایشیائی ممالک کے دروازوں پر آ کر دستک دی۔''

مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں خلافت راشدہ کی دلنواز نظر افروز تصویر کا ایک چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا تاہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حُسن تدبیر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔ (تاریخ ملّت جلد ۳/۵۰)

حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زُبان میں

فضائل ومناقب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اُن پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ بیشتر اَحادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ کئی مواقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے مقام علو کا ذکر ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

☆ "قال النبی صلّی اللہ علیه وسلّم اَللّٰھُم اجعله ھادیا مھدیا واھدبه" (حضرت معاویہؓ ابن سفیانؓ)
اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا میں فرمایا: ''اے اللہ! معاویہؓ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے''۔

☆ "اَللّٰھم علم المعاویة الکتاب والحساب وقه العذاب" (جامع ترمذی)
اے اللہ! معاویہؓ کو حساب کتاب سکھا اور اُسے عذاب سے بچا''

☆ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے مشورے کیلئے طلب فرمایا مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اُدعوا معاویة احضروه امرکم فانه قوی اَمین" ۔ یعنی معاویہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی اور اَمین ہیں'' (یعنی غلط مشورہ نہ دیں گے)۔

☆ "اَللّٰھُمَّ علمه الکتاب ومکن له فی البلد اروته العذاب" (کنز العمال)
اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب سکھلا دے اور شہروں میں اس کو حکمران بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا''

☆ "لَا تذکرو معاویة الاّ بخیر" (معاویہؓ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو'') (تطہیر الجنان)

☆ یبعث اللہ تعالیٰ معاویة یوم القیامة وعلیه دومن نور الایمان" (تاریخ اسلام از حافظ ذہبیؒ)
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہؓ کو اُٹھائیں گے تو ان پر نورِ ایمان کی چادر ہوگی۔

☆ قالَ النّبی صلّی اللہ علیه وسلّم ان المعاویة لا یضارع امدرضوعه"
آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو بھی معاویہؓ سے لڑے گا زیر ہوگا'' (ابن حجر الاصابہ)

معلومات کا ذخیرہ کیجئے

س: آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس دودھ دینے والی اونٹنیاں کتنی تھیں؟
ج: حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کے پاس دودھ دینے والی اونٹنیاں پینتالیس تھیں۔ (زاد المعاد)
س: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کی بکریوں کی تعداد کتنی تھی؟
ج: آنخضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سو بکریاں تھیں اس مقدار سے زیادہ نہ ہونے دیتے تھے اور جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو ایک بکری ذبح کر لیتے تھے۔ (زاد المعاد بحوالہ نشر الطیب، ابوداؤد صفحہ ۱۹، حدیث: ۳)
س: حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گود میں جن بچوں نے پیشاب کیا وہ کتنے ہیں اور کون کون ہیں؟
ج: (۱) سلیمان ابن ہشام۔ (۲) حضرت حسنؓ۔ (۳) حضرت حسینؓ۔ (۴) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔ (۵) ابن اُمِ قیس۔ بعد حضرات نے ان ناموں کو مندرجہ ذیل اَشعار میں جمع کیا ہے۔ (اوجز المسالک: ۱/۱۶۲)

قَدْ بال فی حِجرِ النَّبی اَطفال — حَسَنٌ وحُسینٌ وابن الزبیر بالوا
وکذا سلیمان بن ھشام — ابن اُمّ قیسٍ جاء فی الخِتام

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

طلاق...... کچھ غلط فہمیاں - 1

مفتی بشیر احمد سہارنپوری۔ اُستاذ مظاہر العلوم سہارنپور

سوال: میاں بیوی کو اکثر آپسی ناچاقیاں ہوتی رہتی ہیں۔اس سلسلے میں کبھی بیوی کی طرف سے حد سے زیادہ زیادتیاں ہوتی ہیں جس پر شوہر مختلف الفاظ زُبان سے نکالتا ہے اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نے ایسا کہا تھا ویسا کہا تھا، حالانکہ اُس نے طلاق کے ہم معنی الفاظ کہے ہوتے ہیں، پھر پچھتاتا ہے اور بہانہ تلاش کرتا رہتا ہے؟ جس کی وجہ سے آج کل بہت سے لوگوں کے اندر طلاق کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں ہوئی ہیں؟ مہربانی کر کے اِن غلط فہمیوں کو واضح کیجئے؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ زوجین کے درمیان نکاح کے ذریعہ جو تعلق قائم ہوا ہے، شریعت یہ چاہتی ہے کہ وہ پھر کبھی ختم نہ ہو، اس لیے جس وقت میاں بیوی کے درمیان کشیدگی پیدا ہو اس وقت کے لیے شریعت میں ایسی تدابیر تعلیم فرمائی گئی ہیں، کہ ان کے اختیار کرنے سے کسی نہ کسی مرحلہ پر وہ کشیدگی ختم ہو جاتی ہے اور طلاق وتفریق کی نوبت نہیں آتی ،مگر یہ سب اسی وقت تک ہے جبکہ شوہر نے زبان سے لفظ طلاق نہ نکالا ہو، اور اگر اس نے زبان سے طلاق یا اس کے ہم معنی کوئی لفظ کہدیا تو پھر خواہ وہ لفظ کسی حال اور صورت میں کہا گیا ہو ''تیر بہدف'' کی طرح وہ ضرور موٴثر ہوتا ہے۔

ہمارے معاشرہ میں طلاق کے معاملہ میں ''الٹی گنگا'' بہتی ہے، علمتہً طلاق دینے والے پہلے بلا سوچے سمجھے اور بات بے بات طلاق دیدیتے ہیں، اس کے بعد سوچتے ہیں کہ یہ کیا کر دیا؟ اور پھر طرح طرح کے خود ساختہ تصورات سامنے لائے جاتے ہیں اور اس پر زور صرف کیا جاتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی ،لڑائی جھگڑے کے دوران یہ واقعہ پیش آیا ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ ''غصہ میں طلاق نہیں ہوتی'' ''نشہ میں شوہر کی زبان سے طلاق کا لفظ نکلا ہو تو یہ بات پیدا کی جاتی ہے کہ ''نشہ کی طلاق کا اعتبار نہیں'' ''بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق دی گئی ہو تو طلاق سے بچنے کی راہ نکالی جاتی ہے کہ ''بیوی سامنے نہیں تھی تو طلاق کے واقع ہونے کا کیا مطلب؟'' بیوی کے حمل سے ہونے کی صورت میں طلاق کا واقعہ پیش آ گیا ہو تو یہ کہا جاتا ہے کہ ''حمل کے دوران طلاق نہیں ہوتی'' کسی نے ایک ساتھ تین طلاق دیدی ہو تو یہ فلسفہ پیش کیا جاتا ہے کہ ''تین طلاق بھی ایک ہی ہوتی ہے، لہذا گھبرانے کی ضرورت نہیں'' کوئی طلاق سے بچنے کے لئے یہ بہانا بناتا ہے کہ ''میں نے طلاق نامہ پڑھے بغیر ہی دستخط کر دیئے، اس لئے طلاق نہیں ہونی چاہئے'' اور بعض لوگ تین طلاق کی صورت میں جس میں شوہر اول سے بلا شرعی حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا، تین طلاق تو تسلیم کر لیتے ہیں، مگر اس کی سزا بیوی کو دیتے ہیں کہ چارو ناچار بیوی کو حلالہ کی ''کاروائی'' سے گزار کر پھر طلاق دہندہ شوہر کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ اور اس طرح کی بہت سی غلط فہمیاں اور بد عنوانیاں طلاق کے سلسلہ میں معاشرہ میں سرایت کی ہوئی ہیں، ذیل میں ان کی حقیقت اور ان کا شرعی حکم واضح کیا گیا ہے۔

غصہ میں طلاق: ایک طرف لوگوں نے طلاق کو ''غصہ اتارنے کی چیز'' سمجھ رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ طلاق کے زیادہ تر واقعات غصہ کی حالت میں پیش آتے ہیں، اور زوجین یا ان کے متعلقین کے مابین تکرار اور لڑائی جھگڑا ہی عموماً طلاق کا سبب بنتا ہے، دوسری طرف ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ غصہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، جبکہ شرعاً غصہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ غصہ میں انسان کے ہوش وحواس ختم نہیں ہوتے اور اس کو اپنے اقوال وافعال پر قابو رہتا ہے، اس لیے غصہ کی حالت کا قول وفعل ویسے ہی معتبر مانا گیا ہے جیسے کہ بغیر غصہ کا، چنانچہ غصہ کی حالت میں انسان شریعت کا مکلّف ہے اور اس کے اقوال وافعال معتبر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر وہ غصہ میں کفریہ کلمہ زبان سے نکال دے یا کسی کو قتل کر دے یا مالی نقصان پہنچادے تو وہ ماخوذ ہوگا، اسی طرح اگر وہ اس حال میں طلاق دیدے تو اس کا بھی اعتبار ہوگا۔

نشہ کی طلاق: اس بارے میں بھی بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی، جبکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر نشہ آور شے جبراً کھلادی جائے یا ضرورت کی بناء پر نشہ آور چیز استعمال کی جائے تو اس صورت میں تو طلاق نہیں ہوتی، لیکن اگر حرام چیز بلا شرعی ضرورت کے کھانے پینے کی وجہ سے نشہ پیدا ہو (جیسا کہ علمتہً یہی صورت ہوتی ہے) یا کوئی حلال نشہ آور چیز بغیر ضرورت استعمال کرنے سے نشہ پیدا ہو تو ایسی صورت میں ائمہ اربعہ کے مشہور ومختار مذہب کے مطابق اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، کیونکہ حرام یا حلال نشہ آور چیز بغیر شرعی ضرورت کے استعمال کرنا شرعاً ممنوع و ناجائز ہے، جس کی نقد سزا یہ ہے کہ اگر اس حال میں اس کی زبان سے طلاق کا لفظ نکل گیا تو اس کی بیوی پر طلاق ہو جائے گی، دوسری وجہ یہ ہے کہ نشہ میں انسان کے ہوش وحواس فی الجملہ باقی رہتے ہیں، بالکلیہ شعور وتمیز ختم نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ وہ در و دیوار یا دیگر اعزہ اقرباء کو طلاق نہیں دیتا، بلکہ بیوی ہی کو طلاق دیتا ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ بقائمی ہوش وحواس طلاق دے رہا ہے، جس کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں۔

زبردستی کی طلاق: زبردستی اور جبراً اگر طلاق دلوادی جائے تو بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوگی، مگر شرعی حکم یہ ہے کہ کسی شخص کو اگر طلاق دینے پر مجبور کر دیا جائے اور طلاق نہ دینے پر اس کو قتل کی دھمکی دی جائے جس کی وجہ سے وہ زبانی طلاق دیدے تو بھی اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی، وجہ یہ ہے کہ کچھ معاملات ایسے ہیں جن کو شریعت نے بہر صورت معتبر مانا ہے، نکاح اور طلاق کا شمار بھی انہیں میں ہے، نکاح پر جبر سے انسان کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور طلاق پر جبر اس کے لیے نقصان دہ ہے تو جس طرح جبراً نکاح کے انعقاد پر کسی کو اشکال نہیں ہوتا تو بذریعہ جبر طلاق کے وقوع واعتبار پر بھی کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

مذاق اور کھیل میں طلاق: بعض لوگ محض مذاق اور تفریح کے طور پر زبان سے طلاق کا لفظ نکال دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مذاق ہی تو ہے! یاد رہنا چاہئے کہ یہ مذاق بہت مہنگا پڑ سکتا ہے، کیونکہ بعض معاملات وہ ہیں کہ شرعی طور پر ان میں مذاق کا تصور نہیں ہے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں ان کی حقیقت تو حقیقت ہے ہی، ان کا مذاق بھی حقیقت ہے: نکاح، طلاق اور (طلاق کے بعد) بیوی سے رجوع، اور ایک روایت میں ''قسم'' اور ایک دوسری روایت میں ''عتاق'' (آزاد کرنا) کا شمار بھی اسی قسم کے معاملات میں کیا گیا ہے۔

(رواہ الستۃ الا النسائی عن ابی ہریرۃ)

غلطی سے طلاق: طلاق کا لفظ اگر زبان سے غلطی سے نکل جائے مثلاً کہنا کچھ اور چاہ رہا تھا اور نکل گیا ''طلاق''، یا یہ کہ بیوی کو اجنبی عورت سمجھ کر اس کو طلاق کا لفظ کہہ دیا تو ان صورتوں میں بھی اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی، مگر یہ طلاق قضاءً ہوگی نہ کہ دیانۃً، دیانۃً واقع نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شوہر اپنے آپ میں یہی سمجھے کہ اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی، لہذا اس سے بیوی ہی کی طرح پیش آئے، اور قضاءً واقع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر سے ایسا اتفاق تین مرتبہ ہو گیا ہو اور بیوی کو اس کی اطلاع ہو تو پھر بیوی کے لیے جائز نہیں ہوگا کہ وہ شوہر سے زوجیت کا تعلق قائم رکھے، بلکہ کسی بھی طرح اس سے علیحدگی کی کوشش کرے، خلع کے ذریعہ یا طلاق لے کر، یا قاضی اور شرعی کمیٹی کے ذریعہ، ورنہ وہ گنہگار ہوگی، ہاں اگر کسی بھی صورت میں وہ علیحدگی میں کامیاب نہ ہو پائے تو پھر اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، اور ایسی صورت میں شوہر کو بھی چاہئے کہ وہ اس کو علیحدہ کر دے تاکہ وہ گناہ سے بچ سکے۔

غلط تلفظ سے طلاق: طلاق اس قدر ''زہریلا'' لفظ ہے کہ اگر اس کا تلفظ بھی غلط ہو تب بھی یہ اثر انداز ہوتا ہے، مثلاً اگر ''طلاق'' کے بجائے ''تلاق'' یا ''تلاک'' یا ''طلاغ'' یا ''طلاک'' کہدیا جائے تو بھی طلاق پڑ جاتی ہے، بلکہ اگر اس لفظ کے اجزاء علیحدہ علیحدہ کر کے بولے جائیں مثلاً ''ط، ل، ا، ق'' کہیں تو بھی اس کا اثر وہی ہوتا ہے جو یکجا ''طلاق'' کہنے کا ہے۔

طلاق نامہ کو پڑھے بغیر دستخط سے طلاق: بسا اوقات شوہر طلاق نامہ پر دستخط کر دیتا ہے اور بعد میں یہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو پڑھے بغیر دستخط کر دیئے تھے، اس لیے طلاق نہیں ہوگی، اس بارے میں واضح رہنا چاہئے کہ طلاق نامہ پر دستخط سے طلاق کے وقوع کے لیے شوہر کا اس کو پڑھنا یا کسی کا اس کو پڑھ کر سنانا ضروری نہیں ہے، بلکہ صرف اتنا علم کافی ہے کہ یہ طلاق نامہ ہے، اور عموماً شوہر کو اتنا علم ہوتا ہے، کیونکہ طلاق نامہ پر دستخط کا معاملہ یکا یک نہیں ہوتا، گھر میں اس بارے میں پہلے سے گفتگو چل رہی ہوتی ہے، وکیل سے رائے مشورہ ہو رہا ہوتا ہے، لہذا یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ دستخط کے وقت شوہر کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کس چیز کے بارے میں دستخط کر رہا ہے، ہاں اگر واقعتہً شوہر کو معلوم نہ ہو کہ اس کاغذ میں کیا تحریر ہے، مثلاً کوئی اور چیز بتلا کر اس سے دستخط کروالئے گئے یا یہ کہ صرف سادہ کاغذ پر اس سے دستخط کرا کر بعد میں اس پر طلاق کا مضمون تحریر کیا گیا تو پھر ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

تنبیہ کے طور پر طلاق: بعض لوگ بیوی کو ڈرانے کے لیے اور اس کو تنبیہ کرنے کے لیے طلاق کا لفظ کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ طلاق نہیں ہوگی، تو ذہن نشین رہے کہ حضرات فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ اگر بیوی کو محض ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لیے ''طلاق'' کا غلط تلفظ کیا، تو بھی اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی، لہذا اگر مذکورہ مقصد سے طلاق کا صحیح تلفظ کیا جائے تو بدرجۂ اولی طلاق ہو جائے گی۔ (درمختار)

حمل میں طلاق: ایک تصور یہ پایا جاتا ہے کہ حمل کی صورت میں طلاق نہیں ہوتی، جبکہ شرعاً طلاق کے واقع ہونے کے لیے بیوی کا حمل سے نہ ہونا ضروری نہیں ہے، دوران حمل بھی اس کو طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے۔

ماہواری کے دوران طلاق: بعض لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ حیض کے دوران طلاق نہیں ہوتی مگر غلط فہمی سے بڑھ کر اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، شرعاً حیض کے دوران بھی طلاق ہو جاتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ طلاق پاکی کے ایام میں دینی چاہئے، ماہواری کے دوران طلاق دینا گناہ ہے۔

بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق: بعض لوگ طلاق کیلئے بیوی کی موجودگی ضروری سمجھتے ہیں جبکہ شرعاً وقوعِ طلاق کے لیے بیوی کی موجودگی ضروری نہیں ہے، اگر بیوی سامنے نہ ہو تب بھی طلاق ہو جاتی ہے، جیسا کہ بیوی کی غیر موجودگی میں نکاح بھی ہو جاتا ہے۔

تاکید کی نیت سے تین طلاق کا تلفظ: بسا اوقات شوہر کا مقصد صرف ایک طلاق دینا ہوتا ہے مگر وہ اسی ایک طلاق کو پختہ کرنے کیلئے تین یا اس سے زائد مرتبہ طلاق کا لفظ کہتا ہے، تو ایسی صورت میں شوہر کے اعتبار سے تو ایک ہی طلاق ہوگی، مگر اس کا فائدہ اسکو اسی وقت تک ہوگا جب تک بیوی کو اسکی اطلاع نہ ہو، اگر بیوی کو شوہر کے تین مرتبہ لفظ طلاق کہنے کی معتبر ذریعہ سے اطلاع ہو جائے یا وہ از خود سن لے تو اسکے حق میں وہ تین طلاق ہی شمار ہونگی، اور اس کیلئے // بقیہ صفحہ 6 پر......

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین و مراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

کچھ کلہنس (Geese)

میں اِس مضمون کو حضرت مولانا حمید اللہ صاحب (دامت برکاتہم) کی نذر کرتا ہوں۔ یہ مضمون میری جلد ہی بازار میں آنے والی کتاب ''درسیات'' سے اقتباسات پر مشتمل ہے۔ ابوالخیر

ابوالخیر

'کچھ کلہنس' (اُڑنے والا قاز) کی خصوصیات اپنی زندگی میں اپنانے کے لائق ہیں۔ یہ پرندہ عام طور تنہا نہیں اُڑتا ہے بلکہ اپنی 'برادری' کے جھرمٹ یا اپنے کنبے کے ساتھ ہی نشونما پاتا ہے۔

'کچھ کلہنس' پرندے V کی صورت بنا کر فضا میں اُڑتے ہیں۔ ایسا کرنے سے اُن کا سفر آسان بنتا ہے۔ V کے مرکزی نقطے پر جو 'کچھ کلہنس' ہوتا ہے اسے زبردست چلینج کا سامنا رہتا ہے کیونکہ اس پوزیشن پر ہوا کا شدید دباو ہوتا ہے اور پرواز کے دوران وہ ہوا کی اس مزاحمت کا اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ 'کچھ کلہنس' اِس پوزیشن کو گردش میں رکھتے ہیں تا کہ لمبے سفر کو ممکن بنایا جا سکے۔ چنانچہ ہر چند منٹ کے بعد دوسرا 'کچھ کلہنس' اس نقطے کا چارج سنبھالتا ہے اور باری باری ہر ایک اپنی ذمہ داری نبھاتا ہے۔

اِس V ترتیب میں جس پوزیشن پر اُڑان میں زیادہ آسانی رہتی ہے وہ V کے آخری کنارے کی پوزیشن ہوتی ہے۔ اِس پوزیشن پر 'کچھ کلہنس' کا راجا اور اُس کی رانی نہیں ہوتی ہے اور نہ راجا رانی کا کنبہ ہوتا ہے۔ بلکہ قوی 'کچھ کلہنس' اِن پوزیشنوں پر کم عمر، بوڑھے اور کمزور 'کچھ کلہنس' کو رہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر پرواز کے دوران کوئی 'کچھ کلہنس' زیادہ تھک جاتا ہے یا بیمار پڑ جاتا ہے تو اسے تنہا نہیں چھوڑا جاتا اور نہ ہی اپنے سے دور کیا جاتا ہے بلکہ یہ زیادہ تھک جانے والا یا بیمار 'کچھ کلہنس' اپنی 'برادری' کے جھرمٹ کو چھوڑتا ہے اور زمین پر آجاتا ہے۔ لیکن 'کچھ کلہنس' میں جو قوی ترین 'کچھ کلہنس' ہوتا ہے وہ بھی تب تک اِس کے ساتھ رہتا ہے اور دیکھ بھال کرتا رہتا ہے جب تک کہ تھکا ہوا یا بیمار 'کچھ کلہنس' ٹھیک نہیں ہوتا اور دوبارہ پرواز کے قابل نہیں ہو جاتا۔ اِس سماجی نظام نے اِن پرندوں کی حیات کو برقرار رکھا اور اُن میں جہاں جینے کی اُمنگ ڈالدی وہاں اُن پر خیریت وعافیت کا سایہ بھی رہا۔

اللہ بھی ایسی مخلوق کی مدد کرتا ہے جو خود ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بہترین لوگ وہ ہیں جو دوسروں کے زیادہ کام آسکیں۔

"The best men are those who are most beneficial towards others."

(Hadith narrated by Imam Baihaqi)

محمد الرسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اُس رب کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تب تک تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہیں لاتے، اور تب تک تمارا ایمان مکمل نہیں جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے۔ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں جس سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ آپسمیں سلام پھیلاو (یعنی سلام کی عادت ڈالو)۔

By Him in Whose Hand my soul is, you will not enter Paradise unless you believe, and you will not believe unless you love each other.Should I direct you to something that if you constantly did it, you would love each other? Spread the greetings of peace among you." [Muslim]

مسلمان، انسانوں کی تو بات ہی نہیں، بے جان چیزوں سے بھی محبت میں یقین رکھتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: یہ اُحد کا پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہے۔

Prophet Mohammad (SallalAllah-o-Alihiwasallam)said: "This is Uhud, a mountain which loves us and we love it." [Al-Bukhaari and Muslim]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے آپ میں سے ہی آپ کے ساتھیوں کو پیدا کیا تا کہ تم اُن میں راحت پاو، اور اُس نے آپ کے درمیان شفقت اور رحم کی جگہ بنالی۔

{And of His Signs is that He created for you from yourselves mates that you may find tranquility in them; and He placed between you affection and mercy.} [Quran 30: 21]

بہر حال، بات ہو رہی ہے 'کچھ کلہنس' کی۔

یہ جو پرواز کے دوران ہمیں بیچ بیچ میں 'کچھ کلہنس' کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، اِس کے بارے میں محققین کا کہنا ہے کہ یہ آوازیں 'کچھ کلہنس' کے جھرمٹ سے وہ 'کچھ کلہنس' نکالتے ہیں جو اُن میں قوی ہوتے ہیں اور ان آوازوں کو نکالنے کا مقصد کمزور 'کچھ کلہنس' کا پرواز جاری رکھنے کے لئے حوصلہ بڑھانا ہوتا ہے۔

لہٰذا ہمیں بھی اُس وقت اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھانا چاہئے جب ہم دیکھیں کہ اُن میں کوئی کمزور پڑ رہا ہے اور زندگی کی دوڑ میں اُس کی ہمت ٹوٹ رہی ہے یا کہ ہم میں کوئی اپنی صلاحیتوں اور قابلیت کا استعمال کرنے میں ضعف کا شکار ہو رہا ہے۔ کبھی منزل بہت دور پڑتی ہے اور سفر لمبا ہو جاتا ہے جس میں کچھ ساتھی تھک جاتے ہیں اور اُن کے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں رہتی، اُس وقت ہمیں 'کچھ کلہنس' کی طرح اپنی 'آوازوں' سے اُن میں نئی روح پھونکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جس طرح 'کچھ کلہنس' تند و تیز طوفانوں کے آگے اپنے پروں کو نہایت عزم واستقلال کے ساتھ پھیلا دیتے ہیں، اسی طرح ہمیں بھی زندگی کی دشواریوں اور مصائب وآلام کے آگے سینہ سپر ہو کر اپنے قدم اپنی منزل کی طرف پورے وقار اور اعتماد کے ساتھ آگے بڑھاتے رہنا چاہئے۔ اور جب ہم دیکھیں کہ کوئی ہم میں ٹوٹ رہا ہے تو اُسے سہارا دینے کے لئے ہمیں اپنے کندھا پیش کرنا چاہئے۔

اگر 'کچھ کلہنس' کی یہ خصوصیات اپنے اندر ڈالدیں تو اِسے جہاں ہماری انفرادی زندگی کا معیار بلند ہوگا وہاں اجتماعی اعتبار سے بھی ہم ایک اعلیٰ مقام پانے کے حقدار بنیں گے۔

بقیہ: مہلک روحانی اَمراض...... صفحہ 4 سے آگے

چنانچہ صحابی نے پوچھا کہ یہ شہوت خفیہ کیا ہوتی ہے؟ فرمایا کہ صبح اُٹھ کر نفلی روزے کی نیت کرے گا، بعد میں بیوی پر نظر پڑے گی تو پھر کہہ دے گا اچھا میں کل روزہ رکھوں گا، آج بیوی کے ساتھ وقت گزار لیتا ہوں تو اس نے خواہش کس کی پوری کی، نفس کی خواہش پوری کی۔ یہ چیز جو اس کو اپنی خواہش پوری کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اسے شہوتِ خفیہ کہتے ہیں۔ جیسے بوڑھے کہہ دیتے ہیں یہ تو بچی ہے اور میرے لئے بیٹی ہے۔ کہہ تو یہی رہے ہوتے ہیں میرے لئے بیٹی ہے مگر اُن کی ہوس کی نظر اس کے جوان چہرے کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔ ان دونوں چیزوں کا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجھے بہت زیادہ ڈر ہے۔

صبح وشام تیرا نام میرے من کا ہو کلام
ایسے ہی ہو عمر تمام لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
الرحمٰن تیری شان یاحنّان یا منان
دیدے مجھ کو بھی امان لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
سب پر قادر تیری ذات لمحہ ہو یا دن اور رات
دل میں رہتی ہے یہ بات لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ
سب نے توڑ کے چھوڑا ہے اپنا منہ بھی موڑا ہے
دل اب تجھ سے جوڑا ہے لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
اپنی رحمت کی چادر جب تو ڈالے قطرے پر
وہ بھی بنتا ہے گوہر لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
فضل پہ آتا ہے جب تو ہر سُو کھلتی ہے خوشبو
دلوں سے اُبھرے اللہ ہُو لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
میں تو اِک بنجارہ ہوں، گردش میں اک تارہ ہوں
دنیا سے میں ہارا ہوں لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
اللہ اللہ تیری شان کیا ہو گی مجھ سے بیان
میرا ہے تو یہ ایمان لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ
میں نے پایا دنیا کو ہے یہ ذرہ چھوٹا تو
جانے یہ وہ پڑھ لے جو لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ اللّٰہ

(ابو الخیر)

بقیہ: آپکے پوچھے گئے دینی سوالات......

جائز نہیں ہوگا کہ وہ شوہر کے ساتھ رہے، بلکہ کسی بھی طرح شوہر سے علیحدہ کی کوشش کرے اور شوہر کو بھی اس صورت میں بیوی کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔

یکبارگی تین طلاق کا تلفظ: نام نہاد اہلِ حدیث کی جانب سے یہ غلط فہمی بہت شدومد کے ساتھ عوام میں پھیلائی جارہی ہے کہ اگر ایک مجلس میں تین مرتبہ لفظ طلاق کہہ دیا تو صرف ایک طلاق ہوگی، ان کی طرف سے اس پر بعض دلائل بھی پیش کئے جاتے ہیں، واضح رہے کہ ان کی یہ بات دلائل کی رو سے نہایت کمزور ہے، ادلہ شرعیہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کے ذریعہ یہ بات مضبوط طریقہ سے ثابت ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی، ائمہ اربعہ اور سلف وخلف جمہور امت کا مسلک یہی رہا ہے اور موجودہ جمہور اہلِ علم بھی اسی کے قائل ہیں، لہٰذا اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین مرتبہ لفظ طلاق کہدیا تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اس کے بعد ان کا باہم ساتھ رہنا بالکل ناجائز ہوگا، بعض ناخداترس لوگ ایسی صورت میں ایک طلاق کا گمراہ کن فتوی حاصل کرکے بیوی کو ساتھ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس صورت میں شرعی قوی دلائل کی رو سے بیوی پر تین طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہو گئی، اب کوئی بھی فتویٰ اس کو شوہر کے لیے حلال نہیں کر سکتا، بیوی بدستور نکاح سے باہر رہے گی، اور اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرنا حرام وبدکاری شمار ہوگا، اس لیے دانشمندی یہی ہے کہ شریعت کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا جائے، اور کم از کم آخرت تو برباد ہونے سے بچالی جائے کہ دنیا تو برباد ہو ہی گئی۔ (جاری)

www.khanqah.in

www.khanqah.in

حضرت میر سید نازک نیازی قادریؒ

تحریر: مفتی محمد اسحاق نازکی قاسمی۔ بانڈی پورہ

تذکرۂ اَولیاء۔ 1

سلاطین کشمیر میں سلطان زین العابدین (المعروف بڈشاہ) اپنی عدل پروری، کرم گستری اور علم نوازی کی بنا پر مشہور معروف بادشاہ گذرے ہیں، آپ نے جہاں صنعت وحرفت اور اَمن واَمان کوفروغ دیا وہاں آپ علماء دین کی ہمت افزائی اور قدر دانی بھی خوف کرتے تھے، اپنی مجلس شوریٰ میں جہاں اَکابر علمائے کشمیر کو بلوایا کرتے تھے وہاں وہ بیرونِ ریاست بالخصوص وسط ایشیا سے بھی دعوت وتبلیغ، درس وتدریس اور تعلیم وتربیت کیلئے بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ اُنہیں بلاتے تھے، اُنہیں اَکابر علمائے کرام میں ایک عالم ربّانی عارف لامکانی حضرت شیخ سید میر علی محمد بخاری بھی تھے، بادشاہِ وقت نے اُنہیں یہاں کے سب سے اونچے دینی وعلمی منصب پر بحیثیت قاضی القضاۃ بٹھایا۔ حضرت بخاریؒ نے کشمیر کو مستقل اپنا وطن قرار دیا اور یہاں دعوت وارشاد اور اِفتاء وقضاء کی لائن سے مشن اولیا کی آبیاری تادم اخیر فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ ان کی اولا دَامجاد اور حفادِ اَبرار میں بھی جاری رہا۔ ان ہی میں سے شہید اِسلام حضرت علامہ قاضی سید میر محمد موسیٰ اور عارف باکمال حضرت میر نازک نیازی بخاری قادری بھی گذرے ہیں۔ اگر اول الذکر علم وفضل میں یگانۂ روزگار تھے تو ثانی الذکر تقویٰ وطہارت، زہد وتقویٰ اور احسان وعرفان میں بے مثال تھے ؎

این سلسلہ علماء تاب است　　　　این خاندان ہمہ آفتاب است

حضرت سید میر نازک نیازی قادریؒ کا سلسلہ نسب یوں ہے، سید میر نازک بن سید میر حاجی محمد قاضی بن سید میر کمال الدین بن سید میر سکندر بن سید میر اسحٰق بن سید میر علی محمد بخاریؒ۔

آپ کے والد گرامی قدر جناب سید میر حاجی محمد قاضی حضرت سلطان العارفین حضرت شیخ محمد حمزہ مخدومیؒ کے معاصر تھے۔ آپ کے کئی بچے ہوئے مگر بچپن میں ہی یکے بعد دیگرے انتقال کرتے گئے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو والد صاحب نے حضرت سلطان کی خدمت میں آپ کو بغیر دُعا وسلام پیش کیا۔ زندہ رہنے کی صورت میں حضرت سلطان کی خدمت کیلئے وقف کرنے کا عزم کیا، پھر اُنہوں نے عرض کیا، حضرت اگر آپ سلطان محمود ہیں تو یہ بچہ آپ کا اَیاز ٹھہرا۔ اسی اعتبار سے آپ کے مبارک نام کا لاحقہ نیازی بن گیا　ع　اے تو محمود وایں اَیاز شما۔

حضرت سلطان نے خوب پھلنے پھولنے کی دُعا دی، آپؒ نے بچے کو غور سے دیکھا، آثار ولایت وعلاماتِ صالحیت آپ کی ذات میں محسوس کئے۔ خوشی ومسرت کے ساتھ حضرت سلطان کا چہرۂ مبارک کھل اُٹھا۔ اس طرح بچے کو اپنے گود سے اُٹھا کر ان کے والد صاحب کے گود میں ڈال کر اُنہیں ڈھیر ساری دُعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔ جب بچہ سن بلوغ کو پہنچا تو حضرت سلطانؒ کے حکم سے حضرت علامہ بابا داؤد خاکیؒ ان کی تعلیم وتربیت فرمانے لگے۔ فطرت میں صلاحیت وصالحیت کا جوہر موجود تھا اس پر مستزاد ریاضت ومجاہدہ کا جذبہ۔ اس طرح رات دن خانقاہِ فیض پناہ میں شریعت وطریقت کے علوم ومنازل بڑی تیزی کے ساتھ طے کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد وادی کشمیر میں سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ عالم ربّانی حضرت شیخ سید میر محمد اسماعیل شامیؒ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت خاکیؒ نے نوجوان حضرت نیازی کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اَب حضرت نیازیؒ حضرت شامیؒ کی خدمت میں رات دن رہنے لگے، اس طرح بھرپور جوانی میں ہی اَکابر ثلثہ (حضرت مخدوم صاحبؒ، حضرت خاکی صاحبؒ، اور حضرت شامی صاحبؒ) کی کیمیا اَثر صحبت اور مسیحائی نظر وفکر نے حضرت نیازی کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ تینوں حضرات نے اپنی خلعت خلافت سے نوازا تاہم قادریت کا اَثر زیادہ رہا، اس طرح وادیٔ کشمیر میں سلسلہ مبارک عالیہ قادریہ کی بنیادی پڑی، چنانچہ آپ کی مبارک انگوٹھی کے نگینے میں ''میر نازک غلام محی الدین'' کندہ تھا۔ ؎

شیخ فرمود میر نازک را　　　　کہ توئی لائق ایں نیزک را

معاملات کی درستگی، معمولات کی پابندی اور حقوق العباد کی پاسداری کا اَزحد اہتمام تھا جو اصل تقویٰ وطہارت ہے۔ ہدیہ او ردعوت قبول کرنے میں اَزحد محتاط تھے۔ صاحب ثروت ووزارت بھاری ہدایا وتحائف بھیجا کرتے تھے آپ فوراً ہی سارا غرباء ومساکین میں تقسیم فرماتے تھے۔ اگر کہیں معمولی شبہ ہوتا تھا تو صاف لفظوں میں ہدیہ اور دعوت ردّ فرماتے تھے۔

مولانا بہاؤالدین متو نے اپنی کتاب ''سلطانی'' میں آپ کی شان میں طویل منقبت خوانی فرمائی ہے جس کے صرف دو شعر آپ ملاحظہ فرمائیں ؎

نکشادہ بغیر سنت دم　　　　بر رسول خدا قدم بقدم
میر نازک بحر معنی بود　　　　بلکہ زاں بحر دریکتا بود

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے......

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے......

ایک اُصولی بات یہ ہے کہ اولا داللہ رب العزت کی نعمتوں میں سے ایک عظیم اور اہم ترین نعمت ہے جس کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے بھی اس نعمت کے حصول کے لیے دُعائیں کی ہیں؛ اور یہ بات قرآن میں مصرح ہے؛ اولا داللہ تعالیٰ کا انعام واحسان ہے اس کو تقسیم کرنے کا اختیار کسی کو نہیں؛ سوائے اللہ کے، وہی بہتر جانتا ہے کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی اہلیت کس میں پائی جاتی ہے اور اس انعام کا حقدار کون ہے؟۔

عموماً اولاد کے سلسلہ میں لوگوں کی چار قسمیں ہیں: (۱) وہ لوگ جن کو صرف بچیاں ہی ہیں، بچے کے لیے وہ ترستے رہتے ہیں اور ان کی حسرت پوری نہیں ہوتی (۲) وہ لوگ جن کو صرف بچے دیئے جاتے ہیں (۳) وہ لوگ جن کو ملے جلے بچے اور بچیاں عطا ہوئے (۴) وہ لوگ جو بانجھ ہیں۔

آج سسرال والوں کی سوچ اور فکر یہی ہوتی ہے کہ ہماری بہو کو سب سے پہلے ''لڑکا'' تولد ہو اور اس کے لیے کوششیں بھی کی جاتی ہیں؛ چنانچہ عاملوں کی چکر، تعویذ گنڈے اور خصوصی ٹریٹمنٹ وغیرہ اور اگر بہو کو صرف لڑکیاں ہی ہوں تو پھر اس کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے اور یہ طعنے دیئے جاتے ہیں کہ پتہ نہیں کس منحوس کو گھر لے آگئے جس نے ہمارے خاندان کو ایک چشم وچراغ تک نہیں دیا، ایک وارث تک نہیں دیا، اس سے بہتر تو یہ ہوتا کہ اولاد ہی نہ ہوتی تو کچھ غم نہ ہوتا اور یہاں صرف لڑکیاں ہی لڑکیا ہیں انہیں کون پالے؟ اور کون ان کی شادیاں کروائے؟ وغیرہ۔

آیئے اس بحث کو قدرے تفصیل سے قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھتے ہوئے اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں؛ جہاں تک لڑکی کی پیدائش کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ بعض لوگ نادانی، جہالت اور عیش وعشرت کی وجہ سے مختلف خود ساختہ وہمی اسباب کی بناء پر مختلف زمانوں میں اس صنفِ نازک کی پیدائش کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں، کبھی تو فقر وفاقہ اور تنگدستی کے خوف سے اور کبھی ذلت وعار اور شرم کی وجہ سے اس معصوم کو قتل سے لیکر زندہ درگور کرنے تک پہنچا دیا، اسلام نے اس فعل کو بہت ہی سخت انداز میں حرام قرار دیکر آج سے چودہ سو سال پہلے ہی سے بیٹی بچاؤ تحریک چلا رکھی ہے؛۔　(جاری)

بقیہ: جواہر القرآن............ صفحہ 3 سے آگے

تھے، محبوب کی محبوبیت اور فدائیت کا تقاضا ہے کہ ہم بھی اس پر عمل کریں۔

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں بتا نہیں سکتا کہ میں نے کتنی بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ مغرب کے بعد کی دو رکعتوں اور نمازِ فجر سے پہلی کی دو رکعتوں میں قُلْ یٰٓاَیُّھَاالْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا، اور نسائی کی روایت، (حدیث نمبر ۹۹۴) میں اس کی بھی تصریح ہے کہ آپ، وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ، دوسری میں قُلْ یٰٓاَیُّھَاالْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

ہر شر سے حفاظت: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم نے اپنے بستر پر لیٹ کر سورۂ فاتحہ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ لی تو موت کے علاوہ ہر چیز (کے شر) سے محفوظ ہو گئے، یعنی کوئی چیز تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا وَضَعْتَ جَنْبَکَ عَلَی الْفِرَاشِ وَقَرَأْتَ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ وَ(قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ) فَقَدْ أُمِنْتَ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ إِلَّا الْمَوْتَ۔ (مسند البز ار ۱۴/۱۴۱/۷۳۹۳)

<u>ایک سال کے گناہ معاف:</u>

اسماء بنت واثلہ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد کا یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز سے فراغت کے بعد سورج طلوع ہونے تک قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے رہتے، بعض دفعہ مجھے ان سے بات کرنے کی ضرورت پیش آتی تو آپ مجھ سے بولتے نہیں تھے، میں نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول للہ صلی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی صبح کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سو بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ پڑھتا ہے، تو اس کے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

''حَدَّثَتْنِی أَسْمَاءُ بِنْتُ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَتْ: کَانَ أَبِی إِذَا صَلَّی الصُّبْحَ جَلَسَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَرُبَمَا کَلَّمْتُهٗ فِی الْحَاجَةِ فَلَا یُکَلِّمُنِی، فَقُلْتُ: مَاھٰذَا؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ ثُمَّ قَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ قَبْلَ أَنْ یُکَلِّمَ أَحَدًا غُفِرَلَهٗ ذَنْبُ سَنَةٍ' (مستدرک علی الصحیحین، ۳/۵۷۰)

پچاس سال کے گناہ معاف: حضرت انس ابن مالکؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: کہ جس شخص نے ایک دن میں دوسو بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ پڑھی تو قرض کے علاوہ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (قرض ادا نہ کرنا بھی ایک گناہ ہے جو بغیر ادا کئے ادا نہیں ہوتا) ''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَتَیْ مَرَّةٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ مُحِیَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَةً إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ'' (سنن الترمذی، ۲۸۹۸)

<u>تہائی قرآن کا ثواب:</u>

قرآن کریم کی تلاوت سب سے افضل عبادت ہے، مبارک ہیں وہ زبانیں جو قرآن کریم کی تلاوت سے مانوس ہیں---ایک ایک حرف پر دس، دس، کسی کو سو سو نیکیاں ملتی ہیں، اس لیے ایک جز (پارہ) کی تلاوت بھی بڑی فضیلت والی بات ہے، اور صرف قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ایک بار پڑھنے پر دس جز (دس پاروں) کی تلاوت کے برابر ثواب ملتا ہے، سبحان اللہ!

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر رات تہائی قرآن (دس جز، دس پارے) پڑھ لیا کرو، صحابہ کرام کو مشکل معلوم ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہر کوئی اس کی طاقت کہاں رکھتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اَللّٰہُ الْوَاحِدَ الصَّمَدُ (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) تہائی قرآن کے برابر ثواب رکھتا ہے، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، پڑھ لیا کرو۔

Vol. 15 No: 12 | 28 March to 03 April 2014 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 29-03-2014
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اِسلام کا پہلا طبقہ بعد والے طبقہ سے افضل کیوں؟

مولانا سید اَرشد مدنی۔دامت برکاتہم

انسانی تہذیب وتمدن کا آخری زمانہ اس کی تمام تر ایجادات وانکشافات کے ساتھ، اسکے پہلے زمانہ سے بہتر ہوتا ہے، لیکن مذاہب وعقائد میں ایسا نہیں ہوتا؛ اسلئے کہ صحیح دین ومذہب کے پیروکاروں کا پہلا طبقہ بعد میں آنے والے طبقہ سے کہیں زیادہ افضل اور راہِ راست پر گامزن ہوتا ہے؛ کیوں کہ یہ تہذیب وتمدن تو ایک ڈھیر کی طرح ہے؛ جو ایک دن بکھر جائے گا؛ لیکن دین اسلام تو وہ وحی منزل اور ایک مضبوط قلعہ ہے۔

ہر صحیح دین ومذہب کے متبعین والین اوران کے بعد والوں کے درمیان فرق کی مثال ان دو پانیوں کی سی ہے، جن میں ایک چشمے سے جاری ہونے کے بعد چشمے کے پاس رہتا ہے، دوسرا پانی ہر طرح کی گندگی اور آلودگی سے خلط ملط ہونے کے بعد نالے میں رہتا ہے، اسی لئے یہودیوں میں سب سے بہتر ان کے انبیاء اوران کے علماء ہیں، نصاریٰ میں سب سے افضل حضرت عیسیٰ بن مریم اوران کے حواریین ومعاونین ہیں، اور مسلمانوں میں سب سے فاضل واشرف حضرت محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم اوران کے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، جنہیں خدا کی طرف سے رضا ورِضوان کا پروانہ مل چکا ہے، پھر صحابہ کے بعد تابعین اوران کے بعد تبع تابعین ہیں۔

جوں جوں صدیاں اور قومیں گذرتی جائیں گی اوران کا علم وفضل بھی ان کے ساتھ رخصت ہوتا جائے گا، اوراس کی تصدیق آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس اِرشاد گرامی سے بھی ہوتی ہے جو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انتقال سے قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”میرے بعد میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو، اور دین میں پیدا ہونے والی نت نئی باتوں سے بچتے رہو، اسلئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

اے داعیانِ اسلام! اگر تم دین داروں کی ان کے دین ومذہب سے قربت ونزدیکی کے بارے میں جاننا چاہتے ہو، تو ان کی اپنے اَسلاف واَکابر سے قربت ونزدیکی کو دیکھ لو، چنانچہ جتنا وہ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر ان سے قریب ہوں گے اتنا ہی وہ راہِ راست پر ہوں گے، اور جتنا وہ ان کی تعلیمات سے برگشتہ ہوکر ان سے دُور ہوں گے اتنا ہی راہِ ضلالت پر ہوں گے، اسی لئے بعد میں آنے والا کوئی طبقہ یا جتھا اگر اپنے اَسلاف واَکابر پر لعن وطعن کرے تو سمجھ لو کہ اس میں ذرّہ برابر بھی خیر نہیں ہے، وہ دُشمنان دین کی دسیسہ کاریوں اوران کی فریب کاریوں کا شکار ہے اور حضرت امام احمد ابن حنبلؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ”اگر تم کسی شخص کو کسی صحابی کا برائی سے تذکرہ کرتے ہوئے پاؤ تو سمجھ لو کہ وہ صحابی کو نہیں، بلکہ اسلام کو بُرا کہہ رہا ہے“۔ اسی لئے دین حق کی اتباع اور قرآن کریم واحادیث رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نصوص فہمی کے سلسلہ میں ائمہ کرام کی بے شمار کتابوں میں طریقہ ہائے اَسلاف کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنے کی خوب تاکید آئی ہے۔

اے پاسبانِ اسلام! راہِ حق کے بارے میں یہ گفتگو ایک ایسے وقت میں ہمیں آگاہ کررہی ہے، جب کہ راہِ باطل کی طرف رجوع بڑھ رہا ہے، علماء حق کی تعداد کم ہورہی ہے، خیر خواہاں ندارد ہیں، نیز ایسے وقت میں بھی جب کہ شکوک وشبہات کی بہتات ہے، اہل حق کو دھوکہ اور فریب میں مبتلہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اور حق واہل حق کے درمیان داعیان ضلالت، دُشمنان دین اور مدعیان علم حائل ہورہے ہیں، جب کہ یہ لوگ گمراہ ہیں، اور اسلام، پیغمبر اسلام اور اہلیان رسول کا رونا روکر اپنے ہدایت یافتہ ہونیکا ثبوت دے رہے ہیں، پس جب دُشمنان دین اس حقیقت کو خوب سمجھ گئے تو وہ اخلاف کو اسلاف سے کاٹنے، متاخرین کے دلوں میں متقدمین کے تئیں نفرت کا بیج بونے اوران سیر وتواریخ کو مسخ کرنے کی انتھک کوشش کرنے لگے۔

اے بندگانِ خدا! عموماً فرزندانِ قوم کی طرف سے ہی قوم کو جہالت کا پروانہ ملتا ہے، چنانچہ جن ابلہان وجاہلان قوم کے ساتھ ہم نے حسن ظن رکھا، انہوں نے ہی دُشمنان کے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، اسلاف کی نسبت کو اپنے ناموں کے ساتھ موسوم کیا اور ایسی جماعتیں اور تنظیمیں قائم کیں، جس کے ذریعہ انہوں نے اس مبارک نام کا ناجائز فائدہ اُٹھا کر اس کی آڑ میں بڑے بڑے جرائم اور پروپیگنڈے انجام دیئے۔

اے پرستارانِ اِسلام! تمہارے اَسلاف حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم، ان کے اصحابؓ اور تابعین وتبع تابعینؒ ہیں، لہٰذا کس کتاب کے حوالہ سے تم انہیں مسلمانوں کا قاتل، طالبین اَمن واَمان کے حق کا خائن، بزرگانِ دین کی قبروں اور مزاروں سے حصولِ برکات کا قائل اور مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد کا بیج بونے والا گردانتے ہو؟

اے محافظانِ اسلام! تمہارے اسلاف ایک کلمہ کے تحت اکٹھا ہونے، صفوں میں اتحاد پیدا کرنے، دین کو غالیوں کی تحریف اور اہل باطل کی ڈاکہ زنی نیز جُہلاء امت کی توجیہہ وتاویل سے پاک صاف رکھنے کے خواہاں تھے۔ تمہارے اَسلاف سب سے زیادہ راہِ راست اور سب سے زیادہ متعدل مسلک پر گامزن تھے، کتاب وسنت کے عامل، وحی نبوی، ووحی الٰہی کے عالم تھے، حقیقۃً وہ سچے پکے کامل مسلمان تھے۔

اسلاف سے تعلق کا دعویٰ کرنا اتنا آسان نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص یا کوئی جماعت کر بیٹھے، یا کوئی گروہ یا تنظیم اس کا دم بھرتی پھرے، بلکہ وہ اطاعت واتباع، اتحاد واجتماعیت اور تفرقہ واختلاف سے دوری کا نام ہے۔

سلف صالحین کا طریقہ وہ پہلا اسلامی طریقہ ہے جس کا خلفائے راشدینؓ نے تعارف کرایا، اسی راہ کی خاطر حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما میدان کارزار میں برسرِ پیکار ہوئے، اسی راہ میں حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہما شہید ہوئے، اسی راہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا، اسی کے خدوخال حضرت حسن بصری، امام نخعی اور امام شعبی رحمہم اللہ نے واضح کیے، اسی راستے پر حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ گامزن رہے، اسی کو امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے چُنا۔ یہ سب کے سب اوران کے علاوہ بہتوں نے اسی راستہ کو اختیار کیا ہے، ان کی حیات وسوانح محفوظ اوران کے نقوش روشن وتابندہ ہیں، اور کتابیں مطبوع ومخطوط ہیں، لہٰذا بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جو سلف کے طور طریقے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہو، اور خلف کے ایجاد کردہ طریقے سے دُور ہو، پس ہدایت کتنی سہل اور اتباع کتنا آسان ہے، اگر اللہ ربّ العزت داعیان ضلالت سے محفوظ رکھے، اللہ ربّ العزت کا ارشاد گرامی اس پر شاہد ہے: ”والسّابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار ....ذلك الفوز العظيم“ (التوبۃ:۱۰۰) ”اور وہ لوگ جو قدیم اسلام والے ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں، اور وہ لوگ جو دین کی مدد کرنے والے (انصارِ مدینہ) ہیں اور جنہوں نے خلوص اور نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کررکے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ انہی میں ہمیشہ رہا کریں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔“

نیز حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ”خير الناس قرني ثم الّذين يلونهم، ثمّ الّذين يلونهم“ (بخاری، مسلم) یعنی سب سے بہتر میری صدی کے لوگ ہیں، پھر ان کے بعد وہ جو اُن سے متصل ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں (یعنی تبع تابعین)“۔

اے داعیانِ اسلام! سلف صالحین کا طریقہ وہ طریقہ ہے جو اس دین عظیم کی جامعیت اوراس کی شفافیت کی نمائندگی کرتا ہے، نیز وہ مسلمانوں کی وحدت واجتماعیت کی ترجمانی وعکاسی کرتا ہے، بے شک وہ ایک ایسا نام ہے جو پورے دین اسلام کو شامل اوران تمام مسلمانوں کو حاوی ومحیط ہے جو اس دین پر قائم ودائم رہے جس پر آپ اور آپ کے اصحاب قائم ودائم رہے، وہ خداوند قدوس کی پاک شریعت اور خالص عقیدہ حقہ ہے، کسی جماعت یا فرد کو اس کی اجارہ داری کا حق نہیں ہے، جو چیز اس کے حدود کی نقشہ کشی کرتی ہے وہ قرآن کریم ہے اور جو چیز اس کے نشانات وعلامات سے روشناس کراتی ہے وہ سنت نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے، وہ راستہ ہر طرح کے جھگڑے اور اختلافات سے محفوظ ومامون ہے، نیز اسی طریقہ سلف صالحین کے ذریعہ دین میں پیدا ہونے والی نئی نئی باتوں کو جان کر اُن سے بچا جاتا ہے، مدعیان علم کو جانچ پرکھ کر ان سے احتیاط برتی جاتی ہے، قوم کا شیرازہ بکھیرنے والوں کی شناخت کرکے اُن سے دُور رہا جاتا ہے اور مخلص وہدایت یافتہ لوگوں کی نشاندہی کرکے اُن کی اطاعت واتباع کی جاتی ہے۔

سلف صالحین کے طور وطریق کی اہمیت، اس کے اسلام کی عملی تصویر بننے میں پوشیدہ ہے، وہ عملی تصویر آپ......کی موجودگی میں صحابہ نے پیش کی، صحابہ کی موجودگی میں تابعین نے پیش کی، اسی طرح تابعین کی موجودگی میں تبع تابعین نے پیش کی، تو اَب کون ہے جو اس نہج وطریق میں زیادتی کرنے اوراس کو حق کے خلاف بنانے کی جرأت کرسکے؟ اِرشاد خداوندی ہے:

”اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو، اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو پس اگر تم کسی بات پر جھگڑ پڑو تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دِن پر یقین رکھتے ہو، یہ اچھی بات ہے اور اس کا انجام بہتر ہے۔“ (النساء:۵۹)

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE,
PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

www.khanqah.in